ابوجعفر الداؤدی اور
اُن کی تصنیف کتاب الاموال

ابو المحسن محمد شرف الدّین ۔ فیلو ادارہ تحقیقاتِ اسلامی

ابوجعفر احمد بن نصر الداؤدی المالکی الاسدی ایک مالکی فقیہہ تھے ۔ جنہوں نے چوتھی، پانچویں ہجری کا زمانہ پایا ہے ۔ گو وہ اپنے دَور کے کافی مشہور مصنف تھے جن کی تذکرہ نگاروں نے کئی کتابوں کا ذکر کیا ہے ۔ لیکن آج ہم انہیں اُن کی صرف ایک ہی تصنیف کتاب الاموال سے جانتے ہیں جس کا ایک نادر نسخہ میڈرڈ (اسپین) کی اسکوریل لائبریری میں محفوظ ہے ۔ اس کا نمبر ۱۱۶۵ ہے ۔

ابوجعفر الداؤدی کا انتقال المغرب کے شہر تلمسان میں ۴۰۲ھ (۱۰۴۲ء) میں ہوا ۔ اُن کی صحیح تاریخ پیدائش معلوم نہیں، لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ابوجعفر نے کافی لمبی عمر پائی ۔ اور اُن کی عمر خاصی کامیاب تھی، جیسا کہ اُن واقعات سے پتہ چلتا ہے جنہیں اُن کے معاصر اہلِ قلم نے منضبط کیا اور جن کا ذکر ہم آئندہ سطور میں کریں گے ۔ ابوجعفر نے اپنی زندگی کا بڑا حصہ طرابلس الغرب میں جو موجودہ لیبیا میں واقع ہے، گزارا ۔ اور آخر میں وہ المغرب کے شہر تلمسان میں آباد ہو گئے ۔ وہیں اُن کا انتقال ہوا، اور وہاں باب العقبہؓ کے قریب اُن کو دفن کیا گیا ۔

۳۰۸ھ میں اُنہیں سیاسی عتاب (محنہ) کا نشانہ بننا پڑا ۔ وہ قیروان (تیونس) شہر کی مسجد رحبۃ القرشیین میں علم الکلام اور فقہ پر درس دیا کرتے تھے ۔ جس کی طرف بہت لوگ کھنچے آتے تھے ۔ اہلِ شہر میں اُن کی روز افزوں ہر دل عزیزی سے برسرِ اقتدار خاندان کے صاحب المحرس (خفیہ پولیس کا افسر) کو خطرہ پیدا ہوا، اور ان کا معاملہ علی بن اسحاق الطبیب کے سامنے جو اس وقت قیروان کے والی ابو سعید الضیف کی غیر حاضری میں وہاں کے نظم ونسق کا ذمہ دار تھا، پیش کیا گیا ۔ گو ابو سعید الضیف خود ابوجعفر کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرنا چاہتا تھا، لیکن قیروان کے قاضی اسحٰق بن عبد منہال نے ابوجعفر کے معاملے کی تحقیق کے لئے ایک

بورڈ مقرر کیا۔ چنانچہ انہیں سزائے قید دی گئی اور نو ماہ کا عرصہ انہوں نے محبس میں گزارا۔ والی قیروان ابوسعید نے اُن کی مدد کی۔ اور فاطمی خلیفہ عبید اللہ المہدی (۲۹۷ھ - ۳۲۲ھ) سے اُن کے حق میں سفارش کر کے انہیں رہا کرا دیا۔ رہائی کے بعد ابوجعفر خانہ نشین ہو گئے اور انہوں نے آخر وقت تک جب تک کہ اُن کا انتقال نہیں ہو گیا، عزلت نشینی کو ترجیح دی۔[۳]

ابوجعفر کی شروع کی زندگی اور تعلیم کے متعلق ہمارے پاس بہت ہی کم معلومات ہیں۔ سب سے پہلے ہمیں اُن کے قاضی محمد بن ابراہیم بن عبدس (متوفی ۲۵۸ھ) کی عدالت میں جانے کا پتہ ملتا ہے۔ اور یہ کہ قاضی موصوف کے بھائی اسحاق بن ابراہیم بن عبدس سے اُن کے علمی تعلقات تھے۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے جو کچھ بھی علمی استعداد بہم کی، خود اپنے طور پر کی (دوکان درسہ وحدہ)، اور اُن کو کسی مشہور استاد کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کرنا نہیں پڑا۔[۴] انہوں نے مندرجہ ذیل شیوخ سے احادیث روایت کیں۔[۵]

(۱) محمد بن ابراہیم بن عبدس (۲۰۲ھ - ۲۶۰ھ)۔[۶]

(۲) ابوعبداللہ محمد بن سحنون (۲۰۲ھ - ۲۵۶ھ)[۷]

(۳) یوسف بن یحیٰی المغامی[۸]

اور جن لوگوں نے اُن سے احادیث روایت کی ہیں، اُن کے نام یہ ہیں:۔

(۱) ابوعبدالملک البونی (متوفی ۴۴۰ھ)[۱۰]

(۲) محمد بن الحارث بن اسد الخشنی (متوفی ۳۶۱ھ)[۱۱]

(۳) ابوبکر بن محمد بن ابی زید[۱۲]

(۴) ابوالقاسم حاتم بن محمد الطرابلسی (۳۹۸ھ - ۴۶۹ھ)[۱۳]

(۵) ابوعمر بن یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر النمیری (متوفی ۴۶۳ھ)[۱۴]

(۶) ابومحمد عبدالرحمٰن بن محمد بن عتاب بن محسن (متوفی ۴۶۲ھ)[۱۵]

ابوجعفر نے اپنی عملی زندگی کی ابتدا حماس بن مروان (۲۲۲ھ/۸۴۴ء - ۳۴۰ھ/۹۵۲ء) کے کاتب کی حیثیت سے کی، جب کہ وہ ابومنذر زیادت اللہ سوئم (۲۹۰ھ/۹۰۳ء - ۲۹۶ھ/۹۰۹ء) کی طرف سے افریقہ کے قاضی مقرر ہوئے، یہ کافی حد تک طے شدہ بات ہے کہ حماس اس منصب پر ۲۹۰ھ

سے ۲۹۲ھ تک فائز رہے۔[16] ظاہر ہے اُس وقت ابوجعفر کی عمر اتنی یقیناً ہوگی کہ وہ کاتب جیسے ذمہ دار عہدے پر مقرر کئے جاسکیں۔ ہمارے اس قیاس کی بالواسطہ طور پر الخشنی کے بیان سے تائید ہوتی ہے جو ابوجعفر کے کم عمر رفیقِ کار سالم بن حماس قاضی کے متعلق ہے۔ اور جس میں اُس نے اُسے اتنا کم عمر بتایا ہے کہ وہ ملک کی اہم اور انتظامی پالیسیوں کو سمجھنے کے ناقابل ہے[17]۔ یہ اور اس کے علاوہ وہ واقعہ جو ۲۰۸ھ میں ہوا، اور جس میں جیسا کہ اوپر بیان ہوا، ابوجعفر کو اپنی ہر دلعزیزی کی وجہ سے نشانۂ عتاب بننا پڑا۔ بتاتے ہیں کہ انہوں نے ۱۲۵ برس سے زیادہ عمر پائی اور جو یقیناً کافی طویل عمر ہے۔

ابوجعفر نسباً کون تھے۔ گو اس بارے میں کچھ معلوم نہیں، لیکن اُن کے نام کے ساتھ الاسدی کی نسبت کا ہونا بتاتا ہے کہ وہ شمالی جزیرہ عرب کے قبیلہ بنو اسد میں سے تھے۔ جس کی بعض شاخیں افریقیہ میں آ کر آباد ہوگئی تھیں۔

ابوجعفر کی اجتماعی اور نجی زندگی کے بارے میں ہم تک بہت کم معلومات پہنچی ہیں، لیکن تذکرہ نگار اُن کی بڑی تعریف کرتے ہیں، اور لکھتے ہیں کہ وہ ایک بڑے عالم اور مالکی مذہب کے عظیم فقہاء میں سے تھے۔ اُن کا فقہ اور دوسرے دینی علوم میں پایہ اتنا بلند تھا کہ طلبہ بڑی تعداد میں اُن کے درس میں حاضر ہوتے تھے اور اُن کا بڑا احترام کیا جاتا تھا۔ وہ بڑے خلیق، تصنع سے پاک، اور سادہ مزاج تھے۔ انہوں نے اپنے مداحوں کو کبھی اس کی اجازت نہ دی کہ وہ اُن کی تعریف میں مبالغہ سے کام لیں۔ اور اُن کے سامنے حد سے زیادہ انکسار کا اظہار کریں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دن جب وہ اپنے مداحوں کے ایک حلقے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ محمد بن عبداللہ بن مسرۃ القرطبی آئے اور بڑی بے تابی سے اس کا انتظار کرنے لگے کہ لوگ چلے جائیں۔ ابوجعفر نے القرطبی سے آنے کا سبب پوچھا، تو انہوں نے کہا: "میں آپ کے نور سے روشنی حاصل کرنے اور آپ کے علم سے استفادہ کرنے حاضر ہوا ہوں"۔ اس کے بعد وہ اسی انداز میں بولتے گئے۔ ابوجعفر اس سے جھلا گئے اور اُن سے کہنے لگے "عزیزم! تم بہت دیر میں آئے، کیوں کہ وہ شخص جس کی تم نے یہ خوبیاں گنائی ہیں۔ وہ قبر میں آرام کر رہا ہے"[18]۔

ابوجعفر بڑے پکے مالکی تھے، اور جب بھی وہ کسی ایسے مسئلے کے بارے میں جس کا تعلق فقہ یا مالی امور سے ہوتا، رائے دیتے، تو اس میں امام مالک اور مالکی مذہب کے نامور فقہاء کا خاص طور پر حوالہ دیتے[19]۔ لیکن دوسرے فقہی مذاہب کے فقہاء کی آراء پر بھی اُن کو اسی طرح عبور تھا۔ وہ اپنی تصنیف کتاب الاموال

میں اکثر امام شافعی، امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام ابو عبید القاسم بن سلام کی آراء کا سعید بن المسیب، لیث بن سعد، عبدالرحمٰن بن القاسم، عبداللہ بن وہب، سحنون اور اسماعیل بن اسحاق کی آراء سے مقابلہ کرتے ہیں[۲۰]۔

ابو جعفر کی مندرجہ ذیل تصنیفات کا پتہ چلتا ہے۔[۲۱]

(۱) کتاب الاموال۔

(۲) النامی فی شرح الموطا۔[۲۲]

(۳) الواعی فی الفقہ۔

(۴) النصیحہ فی شرح (الصحیح) البخاری۔

(۵) الایضاح فی الرد علی القدریہ۔

معلوم ہوتا ہے کہ کتاب الاموال کے سوا اُن کی کوئی تصنیف بھی دست برد زمانہ سے نہیں بچ سکی، ان کتابوں کے متفرق حوالے دوسری بلند پایہ علمی کتابوں میں ملتے ہیں۔ مثال کے طور پر القرطبی اپنی تفسیر میں مالِ غنیمت اور فئی (وہ مال جو بغیر جنگ کئے ہاتھ آئے) کی تقسیم کے بارے میں ابو جعفر کی آراء، جو ظاہر ہے اُن کی تصنیف کتاب الاموال سے ماخوذ ہیں، نقل کرتے ہیں[۲۳]۔ ان کی کتاب النامی فی شرح الموطا کا ذکر ابن الخیر (متوفی ۵۷۵ھ) نے فہرست میں کیا ہے۔ اس سلسلے میں اُس نے اُن مسلسل اسناد کا بھی ذکر کیا ہے، جن کے ذریعہ اُسے ابو جعفر کی تمام کتابوں بشمول النامی کو روایت کرنے کی ضروری اجازت ملی۔ وہ اپنی اس اجازت کی پانچ اسناد کو اس طرح بیان کرتا ہے۔[۲۴]

(الف) کتاب تفسیر الموطا لابی جعفر احمد بن نصر الداودی وسماہ الکتاب النامی حدثنی بہ ابو بکر محمّد بن احمد بن طاہر رحمہ اللہ قال: ثنا بہ ابو علی الغسانی قال: ثنا بہ ابو القاسم حاتم بن محمّد الطرابلسی قال حدثنی بہ ابو عبد الملک مروان بن علی القطان۔

(ب) حدثنی بہ ایضاً ابو محمّد بن عتاب اجازۃً قال: حدثنی بہ ابو عمر بن عبد البر رحمہ اللہ اجازۃً قال حدثنی بہ ابو جعفر احمد بن نصر الداودی اجازۃً عنہ لی فی جمیع مارواہ والّفہ رحمہ اللہ۔

(ج) حدثنی بہ ایضاً ابو محمد بن عتاب عن حاتم بن محمد طرابلسی لسندہ المتقدم۔

(د) تو الیف احمد بن نصر الداؤدی وجمیع روایایۃ عن شیوخہ قال ابو محمد بن عتاب وحدثنی بہا ابو عمر بن عبد البر النمری الحافظ قال کتب الیّ احمد بن نصر الداؤدی باجازۃ ما رواہ واَلّفہ

(س) وحدثنی بہا شیخنا الخطیب ابو الحسن شریح بن محمد المغری عن خالہ ابی عبد اللہ احمد بن محمد الخولانی عن ابی عبد الملک مروان بن علی البونی عنہ۔

جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔ ابو جعفر کی تصنیف کتاب الاموال کا ایک مخطوطہ نمبر ۱۱۶۵ میڈرڈ کی اسکیوریل لائبریری میں موجود ہے۔ اس کا ذکر فؤاد سید نے اپنی کتاب فہرست المخطوطات المصورہ، معہد احیاء المخطوطات العربیہ۔ القاہرہ۔ ۱۹۵۷ء[۲۶] میں کیا ہے۔ اس مخطوطے کے ۵۵ اوراق بتائے گئے ہیں، لیکن ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی راولپنڈی کے لئے اسکیوریل لائبریری سے اس کی جو مائکروفلم حاصل کی گئی ہے اُس کے صرف ۴۵ اوراق ہیں۔ اور چوں کہ مسودے کا مضمون یک بارگی ختم ہو جاتا ہے، اس لئے صاف ظاہر ہے کہ مخطوطے کے دس اوراق غائب ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ جلد کرتے وقت اس کے دسٌ اوراق اصل مخطوطے میں شامل ہونے سے رہ گئے ہوں۔ فہرست بنانے والے کی یادداشت کے مطابق جو فہرست میں درج ہے۔ یہ مخطوطہ ۷۷۰ھ (۱۳۱۷ء) میں مصنف کے انتقال کے ۷۵۰ سال بعد نقل کیا گیا۔ نقل کرنے والے نے، جو فنِ خطاطی کا ماہر معلوم ہوتا ہے، اُسے اندلسی نسخ خط میں بہت صاف لکھا ہے، بعد میں خود ہی اُس نے اصل نسخے سے اس کا مقابلہ کیا اور اس پر نظرِ ثانی کی۔ کیونکہ اس مخطوطے کے حاشیوں پر نقل کرنے والے کے خط میں اصلاحیں اور تبدیلیاں ہیں۔

کتاب الاموال چار حصوں پر مشتمل ہے۔ اس میں اموال کی مختلف اقسام، اُن کے حصول کے مختلف ذرائع، اُن کی حفاظت اور تقسیم پر بحث ہے۔ کتاب کے ایک حصے میں جنگ 'قتال' پر بحث کی گئی ہے یعنی دشمن کے علاقے کے بارے میں کیا ہو، جنگ کے قیدیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے، اور اسلام کے ابتدائی عہد میں مسلمان فاتحین نے کیا قواعد و ضوابط بنائے تھے۔ کتاب الاموال کے بڑے حصے میں ایک علاقے کو فتح کرنے کے بعد فوری طور پر کیا اقدامات کرنا ہوتے ہیں، اُن کی تفصیلات

سے بحث ہے ۔ یعنی مالِ غنیمت اور اُس کی تقسیم، مفتوحہ اراضی، جزیہ، خراج، فئی، عشر اور زکوٰۃ۔ کتاب کے مشمولات کا اُس کے ان بڑے بڑے عنوانات سے، جو نیچے دیئے جا رہے ہیں۔ اندازہ ہو سکتا ہے۔

پہلا حصہ

(۱) ان اموال کا بیان جو امراء (فوج) کے ہاتھ آئیں۔ اور جن کے وہ امراء لوگوں کے لئے والی ہوتے ہیں۔ نیز ان اموال سے پانچواں حصہ نکالنے (خمس) کا بیان[1] (اوراق ۲ا۔ ۷ا)

(۲) وہ اموال جنہیں امام جنگ سے پہلے ہی نفل قرار دے دے۔ اُن کا بیان (اوراق ۷ا)

(۳) خمس کی تقسیم کا بیان اور ذوالقربیٰ سے کیا مراد ہے۔ (اوراق ۷ا۔ ۸ب)

(۴) نبی علیہ السلام کے لئے مالِ غنیمت کا کتنا حصہ تھا۔ اُس کا بیان، اور آپؐ جو کچھ چھوڑ گئے۔ اُس کے بارے میں کیا کیا گیا۔ (اوراق ۸ب۔ ۹ا)

(۵) دشمن کی اراضی جن پر مسلمان غالب آجائیں، اُن کا کیا معاملہ ہو۔ (اوراق ۹ا۔ ۱۰ا)

(۶) جس بنا پر حضرت عمرؓ نے اراضی (کاشت کاروں کے پاس) رہنے دی، اس کا بیان (اوراق ۱۰ا۔ ۱۰

(۷) وہ اراضی جن پر کاشت کرنے والے اُن کے مالک ہیں، اور اُن کے وارثوں کو اُن کا ورثہ ملتا ہے، اور اُن کی عورتوں کے بارے میں کیا حکم ہے، اس کا بیان۔ (اوراق ۱۱ا۔ ۱۱ب)

(۸) شہروں کو آباد کرنے، اراضی کو بطور جاگیریں دینے اور بنجر زمینوں کو قابلِ کاشت بنانے کا بیان۔ (اوراق ۱۱ب۔ ۱۲ب)

(۹) کنوؤں، گھاس، پانی، آگ، ایندھن اور نمک کی احاطہ بندی کا بیان۔ (اوراق ۱۲ب۔ ۱۳ا)

(۱۰) خراج کی اراضی کی کاشت اور بعد کے زمانے میں امراء کا انہیں اپنے لئے اپنا لینا، اور ان کا اللہ کے مال کو اپنا مال سمجھ لینا۔ ان کا بیان۔ (اوراق ۱۳ا۔ ۱۴ا)

حصہ دوم

(۱) دیوان اور عطیات وصول کرنے کا بیان۔ (اوراق ۱۴ا۔ ۱۶ب)

---

[1] سورہ انفال کی ایک آیت ہے:۔ واعلموا انما غنمتم من شیءٍ فان لِلّٰہ خُمُسَہٗ و للرسول ولذی القربیٰ والیتمیٰ والمسٰکین وابن السبیل۔ الخ

(۲) انفال، فئ، غنیمت اور اراضی کے عشر کا ذکر (اوراق ۱۶ب-۱۷ا)
(۳) افریقہ، اندلس اور صقلیہ کا ذکر (اوراق ۱۷ا-۲۲ا)
(۴) جن لوگوں نے اللہ کے مال کو اپنا مال بنا لیا۔ اُن کے عطیات میں سے جو بچ جائے، اُس کا، اور اُن کی فروخت، اُن سے جو واجب ہے، اُن کی فروخت، اور ان اموال سے اُن کے لئے جو پیداوار ہوتی ہے، اُس کا بیان (اوراق ۲۲ا-۲۹ب)

تیسرا حصہ

(۱) (جنگ کے قیدیوں کے) قتل کرنے، اُن پر احسان رکھ کر انہیں چھوڑ دینے اور فدیہ لے کر چھوڑ دینے کا بیان۔ (اوراق ۲۹ب-۳۱ا)
(۲) عارضی صلح اور جن لوگوں کے گھر مسلمانوں اور کافروں کے درمیان واقع ہوں۔ اُن سے خیانت کا خوف ہو، اس کا بیان (اوراق ۳۱ا-۳۱ب)
(۳) فتح مکہ، اس کے باشندوں کے بارے میں کیا حکم ہے، اُس کا، اُس کے اموال کا، جن کا کوئی دعوے دار نہ ہو، اور اُس کے تمام اُمور کا بیان۔ (اوراق ۳۲ب-۳۳ا)
(۴) فوجیوں کے معاوضوں اور غازیوں کو عطیات کے سلسلے میں جو کچھ دیا جاتا ہے، اُس کا بیان، (اوراق ۳۳ا-۳۶ب)
(۵) جزیہ اور بنی تغلب کا بیان۔ (اوراق ۳۳ب-۳۴ا)
(۶) اہل کفر امرائے مسلمین کو جو ہدیے دیتے ہیں، اور امراء کے ہدیے اور اناج اور کھانے اور چارے میں سے کس قدر لینا جائز ہے، ان امور کا بیان (اوراق ۳۴ا-۳۴ب)
(۷) مسلمانوں کے اموال میں سے جو مالِ غنیمت میں پایا جائے اور ایک آدمی اسلام لائے اور اُس کے پاس مسلمان کا مال ہو، اور ایک آدمی اسلام لائے، اور وہ دیکھے کہ اُس سے جو مالِ غنیمت کے طور پر لیا گیا تھا، وہ ایک مسلمان کے پاس ہے اور جو ایک مسلمان یا ایک مسلمان کے غلام کا فدیہ ادا کرتا ہے، ان امور کا بیان۔ (اوراق ۳۴ب-۳۵ا)
(۸) اہلِ حرب کا بیان جو امان لے کر ہمارے ہاں آتے ہیں اور اُن کے قبضے میں آزاد مسلمان یا غلام ہوتے ہیں۔ اور اُن کے بعض غلام اسلام لے آتے ہیں، یا وہ آنے والے اہلِ حرب ایلچی ہوتے ہیں اور وہ

اسلام مے آتے ہیں اور اُن کا ارادہ دار الاسلام میں رہ جانے کا ہوتا ہے (اوراق ۳۵ ا - ۳۵ ب)

(۹) جنگ، دشمن کی زمین میں داخل ہونے اور سرحدوں پر قیام کرنے سے پہلے اسلام کی دعوت دینے کا بیان۔ (اوراق ۳۵ ب - ۳۷ ب)

(۱۰) زکوٰۃ کا بیان (اوراق ۳۷ ب - ۳۹ ب)

(۱۱) زکوٰۃ کے واجب ہونے اور کس شرح سے واجب ہونے اور اموال میں کیا کیا حقوق ہے، اُن کا بیان۔ (۳۸ ب - ۴۳ ا)

حصہ چہارم

(۱) وہ اموال جن کے مالکوں کا پتہ نہ ہو، وہ اموال جو غصب شدہ ہوں، وہ اموال جن کے مالک سارے کے سارے یا بعض ملک سے نکل گئے ہوں، غصب وظلم کرنے والوں اور جو غصب شدہ زمین پر رہنے کے لئے مجبور ہوں۔ اُن کے ساتھ کس طرح معاملہ ہو۔ کون سی کمائی مکروہ ہے، اور کون سی جائز، ان اُمور کا بیان۔ (اوراق ۴۳ ا - ۴۵ ا)

حوالجات

(۱) برہان الدین ابراہیم بن علی بن محمد بن فرحون (متوفی ۷۹۹ھ)، الدیباج المذہب۔ قاہرہ ۱۳۵۱ھ۔ ابو بکر محمد بن خیر بن عمر بن الخلیفہ الاموی الاشبیلی (متوفی ۵۷۵ھ)۔ فہرست۔ بغداد ۱۳۸۲ ہجری (۱۹۶۳ء) ص ۸۷ - ۸۸

(۲) ابن فرحون۔ دیباج صـ ۲۵

(۳) محمد بن الحارث بن اسد الخشنی (متوفی ۳۶۱ھ) طبقات علماء افریقیہ۔ الجزائر۔ ۱۳۳۲ ہجری (۱۹۱۴ء) جزو ۶ - صـ ۲۲۱

(۴) ایضاً

(۵) ابن فرحون۔ دیباج صـ ۳۵

(۶) ایضاً۔ الخشنی۔ طبقات صـ ۱۵۹

(۷) الخشنی۔ طبقات صـ ۱۳۳ - ابن فرحون۔ دیباج صـ ۲۳۷ - ۲۳۸

(۸) ابن فرحون۔ دیباج صـ ۲۳۴

(۹) ایضاً۔ الخشنی۔ طبقات صـ ۸۰، صـ ۱۵۹

(۱۰) ابن فرحون۔ دیباج صـ ۲۴۵ (۱۱) ایضاً صـ ۲۵۹ (۱۲) ایضاً صـ ۲۵

(۱۳) ایضاً صـ۱۰۹ـ - ابن الخیر فہرست صـ۸۷ـ ۸۸ (۱۴) ابن فرحون۔ دیباج صـ۳۵۷ـ

(۱۵) ابن الخیر۔ فہرست صفحات ۴۹۵ - ۵۰۱ - ۵۱۲

(۱۶) الخشنی۔ طبقات صفحات ۱۶۰ - ۳۱۶ - ابن فرحون دیباج صـ۱۰۸ـ

(۱۷) الخشنی۔ طبقات صـ۳۱۶ـ (۱۸) ایضاً صـ۱۵۹ـ-۱۶۰ (۱۹) ایضاً

(۲۰) ملاحظہ ہو مخطوطہ اسکیوریل لائبریری نمبر ۱۱۶۵ کتاب فیہ الاموال۔ اوراق ۲ ب - ۳ ا - ۵ ب - ۱۲ ب - ۱۲ ا ب - ۱۷ ا ب اور ۲۲ ا

(۲۱) ابن فرحون۔ دیباج۔ عمر رضا۔ کحالہ۔ معجم المؤلفین۔ دمشق ۱۹۵۷ء۔ جزو ۲ صـ۱۹۴ـ

(۲۲) ابن الخیر۔ فہرست صـ۸۷ـ۔۸۸ (۲۳) ملاحظہ ہو مخطوطہ اسکیوریل لائبریری نمبـ۱۱۶۵ـر ورق ۲ ب

وقال بن ادریس ان القری القریبہ التی فتحت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بغیر قتال انما تخمس وتکون اربعہ اخماسہا للنبی صلی اللہ علیہ وسلم وھذا قول ماسبقہ بہ احد علمناہ۔

ابو عبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی۔ الجامع لاحکام القرآن۔ قاہرہ ۱۹۴۸ء جزو ۱۸ صـ۱۵ـ

(۲۴) ابن الخیر۔ فہرست صـ۸۷ـ-۸۸ اور صـ۴۴۰ـ

(۲۵) فؤاد سید۔ فہرست مخطوطات المصورہ۔ معہد احیاء المخطوطات العربیہ۔ قاہرہ۔ ۱۹۵۷ء جزو ۱۔ صـ۲۷۸ـ -

(ترجمہ از انگریزی)